نظم اوقات حیات وتعلیمات نبوی کے آئینے میں

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

Abstract

Time management is very important in our daily life to attain the success. In this modern time the books containing the material on time manegement,are very popuar in the readers.

Our beloved Prophet Muhammad (peace be upon him) has taught us the importance of time, and directed us how to manage the time. The value of time is emphasized in many verses of the Holy Quran and in many prophetic sayings.

Various accounts of the Prophet's daily life tell us that he was very careful in the observation of his daily schedule.

In this article author examined the life of the Prophet Muhammad (peace be upon him) from a time management perspective. The picture that emerges from this analysis is very different from the popular perception in the west

We learn that the Prophet of Allah, spent most of his time engaged in worship, prayer, remembrance of Allah, supplications, community matters, including spreading Allah's message and family matters.

Interestingly, many of these practices are now recognized and recommended by modern experts of time management.

مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H. Hart) نے اپنی مشہور تصنیف The 100: Aranking of The most Influential Person in history. کے دیباچے میں ہی جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی اور دنیاوی عظیم کامیابیوں کا ذکر کیا ہے۔

مسلم معاشرے کا آغاز چار افراد سے وجود پذیر ہوا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی اہلیہ

محترمہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، آپ کے قریبی ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور چچازاد بھائی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ اس پاکیزہ معاشرے کے افراد کی تعداد تیئیس سال کے قلیل عرصے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک بڑھ کر ڈیڑھ لاکھ سے زائد ہوگئی۔

آپ صلی اللہ کے اصحاب کرام میں سے صرف کم وبیش دس ہزار صحابہ مدینہ منورہ کے قبرستانوں میں مدفون ہیں۔ زیادہ تر صحابہ دور دراز کے علاقوں میں مدفون ہیں جو ابدی پیغام ہ ﷺ کے آخری پیغام کو کرہ ارض کے لوگوں تک پہنچانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے تھے، پھر انہوں نے وہیں اپنی جانیں جاں آفریں کے سپرد کردیں۔(۱)

مغربی دنیا کے عام خیال کے برعکس نبی آخرالزماں جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا زیادہ وقت نہ تو میدان جنگ میں یا اس کی تیاری میں گزارا، اور نہ ہی سیاسی معاملات اور انتظامی امور صرف کیا۔ وہ جنگی مہمات جن میں جناب محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حصہ لیا ان میں اموات کی تعداد آٹھ سے سو سے بھی کم ہے۔(۲)

آپ کی روزمرہ کی زندگی عبادات واذکار، گھریلو اور معاشرتی احوال پر نظر، اور دین اسلام کی تبلیغ وترویج پر مشتمل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اللہ کی مدد کے طالب اور اسی پر مکمل یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ ہر کام کو اس کے مقررہ وقت پر تنظیم اوقات(Time Management) کے اصول کے تحت انجام دیتے تھے۔ بل کہ زیادہ درست بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی اور روزمرہ کی مصروفیتوں کو جس انداز سے منظم کیا تھا اس کی روشنی میں ہم نہ صرف اپنے اوقات کار کو زیادہ قیمتی اور مفید بنا سکتے ہیں، بل کہ تنظیم اوقات(Time Management) کو بھی نئے رجحانات عطا کر سکتے ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے ہمیں نبی پاک ﷺ کی حیات طیبہ کے اس اہم پہلو سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ جب ہم سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہر کام کو وقت کی پابندی کے تحت کرنے کے تناظر میں چار مظاہر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ یہ چار اصول موجودہ زمانے کے تنظیم اوقات یا Time Management کے ماہرین کے بھی پیش نظر ہیں، اور وہ بھی ان سے پوری طرح متفق نظر آتے ہیں۔

تنظیم اوقات یا Time Management کے ان چار اصولوں کو سب سے پہلے ہم موجودہ زمانے کے اس موضوع کے ماہرین کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

1.Appreciation of the value of time and consequently,

making the best use of everry piece of available time.

۱۔ وقت کی قدر و قیمت کا اندازہ، اور بالآخر دستیاب وقت کے ہر حصے کا صحیح استعمال۔

2.The Guidance of a mission, a set of values, and Priorities in plauning ever activity.

۲۔ ماموِر کام کی رہ نمائی، اس کی افادیت واہمیت کا تعین اور ہر کام کی منصوبہ بندی میں ترجیحات کا تعین۔

3.Establishment of a time policy or a time budget.

۳۔ وقت کو ایک حکمت عملی کے تحت استعمال کرنے کی طرح ڈالنا، یا یوں کہیں کہ وقت کا تخمینہ۔

4.The Scheduling and completion of activities within allocated time slots.

۴۔ کاموں کو مقرر کردہ وقت کے نظام میں مکمل کرنے کی ترتیب کاری۔ (۳)

اب ہم مثالوں کے ذریعے واضح کریں گے کہ یہ راہ نما اصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کس طرح روبہ عمل نظر آتے ہیں۔

وقت کی قدر و قیمت کا اندازہ

قرآن مجید کی آیات اور مختلف احادیث نبوی ﷺ کے مطالعے سے ہمیں یہ بات بہ خوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ وقت کی قدر کرنے پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ایک سورت کی ابتدا ہی میں ''وقت'' یا ''زمانہ'' کی قسم کھائی ہے۔ مفسرین کرام نے اس سورت کی تفسیر میں عموماً توجہ اسی طرف مبذول کروائی ہے کہ اس میں وقت کی قدر کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

وَالۡعَصۡرِ O اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ O اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ O (۴)

زمانے کی قسم۔ انسان درحقیقت بڑے کھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔ اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں، اور ایک دوسرے

کو صبر کی نصیحت کریں۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے بہت صحیح کہا ہے کہ اگر لوگ اس سورت پر غور کریں تو ان کی ہدایت کے لئے یہی سورت کافی ہے۔ عجائبات قدرت اور کمالات حکمت ہر زمانے میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں وقت یا زمانے کی قسم کھائی گئی۔ زمانے میں انسان کی اپنی عمر بھی داخل ہے۔ اس کے سال، مہینے، دن، رات، گھنٹے، منٹ، سیکنڈ سب میں اگر غور کیا جائے تو یہی اس کا سرمایہ حیات ہے۔ سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے یہ بڑی گراں مایہ متاع ہے۔ وقت قدرت کی طرف سے انسان کے لئے بیش بہا سرمایہ ہے۔ خوش نصیب انسان اس رأس المال سے منافع کماتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ جن کا رأس المال یعنی وقت ضائع ہونے کی وجہ سے وہ خسارے اور نقصان میں ہیں۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک برف فروش آواز لگا رہا تھا۔ اِرْحَمُوا عَلیٰ مَنْ رَأسُ مَالِہٖ یُذَابُ اس شخص پر رحم کرو جس کا سرمایہ گھلا اور پگھلا جا رہا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات سن کر میری سمجھ میں سورت عصر کا مطلب آ گیا کہ انسان کو جو عمرِ عزیز دی گئی ہے وہ بھی برف کی طرح بڑی تیزی سے گھل اور پگھل رہی ہے۔ اس کو فضولیات اور بے کار چیزوں میں لگا دینا بڑے خسارے کا سودا ہے۔

زمانے کی اور وقت کی قسم کھانے کا مطلب سمجھنے کے لئے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جو زمانہ اب گزر رہا ہے وہ وقت ہے۔ یہ وقت درحقیقت وہ وقت ہے جو کسی فرد یا قوم کو اس دار العمل میں کام کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کی مثال اس وقت کی سی ہے جو امتحان گاہ میں طالب علم کو پرچہ حل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ یہ وقت جس تیزی سے گزر رہا ہے اس کا اندازہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی کو حرکت کرتے ہوئے دیکھنے سے ہو جائے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سیکنڈ بھی وقت کی بہت بڑی مقدار ہے۔ اسی ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل کا راستہ طے کر لیتی ہے۔ اور خدا کی خدائی میں بہت سی چیزیں ایسی بھی ہو سکتی ہیں کہ جو اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوں اور ابھی تک ہمارے علم میں نہ آئی ہوں۔ ہم جو کچھ بھی اچھا یا برا کام کرتے ہیں اور جن کاموں میں ہم مشغول رہتے ہین سب کچھ اسی محدود مدتِ عمر میں ہی وقوع پذیر ہوتا ہے جو دنیا میں ہم کو کام کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ تو وقت ہی ہے جو تیزی سے گزر رہا ہے۔

اسی طرح سورۃ اللیل اور سورۃ الضُّحٰی میں وقت کی قسم کھائی گئی۔ اللیل رات کا وقت سکون اور اطمینان کا ہوتا ہے۔ اور ضُحٰی سے رات کے مقابلے میں روزِ روشن مراد ہے، جو دن کا وقت ہے۔ (۵)

اگر ہم دعاؤں کی مستند کتب پر نظر ڈالیں تو یہ نظر آئے گا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر

موقع ومحل کے لئے دعاؤں کی تاکید فرمائی ہے، مثال کے طور پر کسی بھی اچھے کام کی ابتدا کے موقع پر، کھانے سے پہلے، کھانے کے بعد، سفر پر روانہ ہوئے وقت، سفر سے واپسی پر، دورانِ سفر، آئینہ دیکھتے وقت، بیماری میں، بارش کے لئے، بارش کی شدت ختم کرنے کے لئے، سخت سردی یا گرمی کے موقع پر، بیت الخلاء جانے کے وقت، بیت الخلاء سے نکلتے وقت، اوراسی طرح زندگی میں، صبح سے لے کر رات تک اور رات سے صبح تک کے اوقات میں پڑھی جانے والی بے شمار دعائیں، جن کی تفصیل کو احادیث وسیر کی کتب سے حاصل ہوسکتی ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ان ادعیہ سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ادعیہ واذکار میں یا کسی مثبت سرگرمی میں صرف ہوتا تھا۔ سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا، کیوں کہ وہ شخص سست الوجود اور کاہل تھا، اور فضول وقت ضائع کرر ہا تھا۔ دراصل اس کو وقت کی اہمیت کا احساس دلانا مقصود تھا۔ پھر دوسرے وقت میں نبی کریم ﷺ نے اس کو کام میں مصروف دیکھا تو آپ بے حد خوش ہوئے اور اس کے سلام کا بڑی گرم جوشی سے جواب دیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

نعمتان مغبون فیهما كثير من الناس،الصحة والفراغ(۶)

لوگوں کی ایک بڑی اکثریت نقصان میں ہے کہ وہ اللہ کی دونعمتوں کا ادراک نہیں کرتے ایک صحت اور دوسری فراغت۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ ہمیں حدیث نبوی ﷺ کے الفاظ یوں ملتے ہیں:

اغتنم خمساً قبل خمس، شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك، وغناك قبل فقرك، وفراغك قبل شغلك، وحياتك قبل موتك(۷)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تن درستی کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر سے پہلے، اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور زندگی کو موت سے پہلے۔(۸)

مقصد بعثت کی طرف پیش قدمی

سلسلۂ وحی کی آمد کے بعد جناب رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری توجہ لوگوں کو دین اسلام کی طرف

بلانے کے لئے مرکوز کردی۔ مقصد یہ تھا کہ اب آپ اللہ کے بندے اور رسول ''عبدہٗ ورسولہٗ'' کی حیثیت سے اس عظیم مقصد کی تکمیل فرمادیں جس کے لئے آپ ﷺ بعثت ہوئی ہے۔ اس کے دو واضح پہلو اور محاذ تھے۔

ایک ذاتی پہلو۔ دوسرے سماجی پہلو۔

ذاتی پہلو کے تعلق سے آپ ﷺ نے اسلامی روحانی طور پر اس قدر جدو جہد فرمائی کہ آپ ﷺ '' انسانِ کامل'' اور ''اور عبداً شکوراً'' کی مکمل جیتی جاگتی تصویر نظر آئے۔

سماجی پہلو کے حوالے سے آپ ﷺ نے عقیدے اور عمل اور لوگوں کو اس طرف بلانے میں ایسی جدو جہد کی کہ آپ کی دل جوئی کے لئے اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ اے محبوب کریم ﷺ آپ خود کو اتنا ہلکان کیوں کئے دیتے ہیں۔(۹)

قرآن مجید اور اللہ کے ساتھ سلسلۂ وحی کے ذریعے رابطہ، اور عقیدہ وعمل نے آپ کی اقدار وترجیحات کی تشکیل کی تھی، چناں چہ آپ کی حیات مقصدیت کی انتہائی اعلیٰ ترین مثال ہے، اور مقصدیت کو تنظیم اوقات کے بغیر مرتب اور تشکیل نہیں کیا جاسکتا۔

یہی سبب ہے کہ جب آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبے میں جو آپ نے حج کے موقع پر دیا تھا ہزاروں صحابہ پر مشتمل مجمع سے یہ پوچھا تھا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں نے پیغمبرِ خدا کے طور پر اپنے مقصد بعثت کو پورا کردیا؟ تو سب کا متفقہ جواب تھا کہ نہ صرف آپ نے مقصدِ بعثت پورا کردیا بل کہ اس کا حق ادا کردیا۔

دعوت وتبلیغ تو آپ ﷺ کا مقصد عظیم تھا وہ تو تمام سرگرمیوں اور معمولات پر حاوی رہتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کاموں کو جو بہ ہر حال ہر روز کرنے ہیں اور صحابہ کرام سے کروانے ہیں ان کے لئے ایک نظم اوقات ترتیب دیا تھا، اور آپ نے ہفتے کے دنوں کو مختلف دوسری سرگرمیوں اور خاص کاموں کے لئے مختص کرر کھا تھا۔

ایسی مختلف احادیث ہیں جن میں آپ ﷺ کی مختلف دنوں میں مختلف مصروفیات کا ذکر آتا ہے۔ جیسے جمعہ کی فضیلت واہمیت کے ضمن میں، نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تیاری کا ذکر ہے۔ نماز سے پہلے غسل کیا جائے، تاکہ جسم صاف اور نظیف ہو، صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں۔ اسی طرح نفلی روزوں کے ضمن میں پیر اور جمعرات کے دن کا ذکر آتا ہے۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے بیانات سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے ہفتے کا پروگرام تشکیل دیتے اور ضروری کاموں

کے لئے مخصوص وقت مقرر کرتے تھے۔ (۱۰) خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ ﷺ نے ہفتے میں ایک دن مختص فرمایا تھا۔ (۱۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے Time management سے متعلق تفصیلی معلومات آپ کے روزانہ کے نظام الاوقات سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ آپ کا زیادہ تر وقت دو قسم کی سرگرمیوں اور مصروفیات میں گزرتا تھا۔

۱۔ بلا آورد (UN-programmed) مصروفیات اور سرگرمیاں

۲۔ باقاعدہ (programmed) مصروفیات اور سرگرمیاں

بلا آورد مصروفیات میں، کسی ایلچی کی آمد، یا کسی قبیلے کے نمائندہ وفد کی آمد اور اس سے مذاکرات وگفت گو، یا کسی اہم یا ہنگامی موقع پر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ملاقات، یا کسی اجنبی ضرورت مند کی مدد کے لئے فوری اپیل جیسے معاملات شامل ہیں۔

ایسی مصروفیات کسی مخصوص ٹائم فریم یا منصوبہ بندی کے تحت نہیں ہوتی تھیں، بل کہ ان پر فوری توجہ دی جاتی اور فوری ہی عمل درآمد ہوتا تھا۔ کیوں کہ ان معاملات میں تاخیر یا کسی اور دن کے لئے ملتوی کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اگر کوئی وفد یا جماعت یا کسی قبیلے کے نمائندہ حضرات مدینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص امر پر گفت گو یا مشاورت کے لئے آتے تو ان سے گفت گو کے لئے اول دست یاب وقت دیا جاتا۔ تاہم اگر کوئی وفد یا نمائندہ جماعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینے آتی اور انہوں نے پہلے سے وقت لیا ہوا ہوتا اور ان کا مدینے میں چند روز ٹھہرنے کا بھی ارادہ ہوتو تو ان سے ملاقاتیں گفت گو یا مذاکرات باقاعدہ نظام الاوقات کا حصہ ہوا کرتا تھا اور ان کے لئے تواضع اور سہولت کا بھی اہتمام کیا جاتا، جیسا کہ ہم بنوثقیف کے نمائندہ وفد کی آمد کے موقع پر دیکھتے ہیں۔

یہ نمائندہ وفد کچھ عرصے کے لئے مدینے میں ٹھہرا بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے ان سے ملاقات کے لئے عشاء کی نماز کے بعد کا وقت مقرر کیا تھا۔ آپ ہر عشاء کی نماز کے بعد ان کے پاس تشریف لے جاتے اور ان سے گفت گو فرماتے۔ ایک رات آپ ﷺ کو جانے میں قدرے تاخیر ہوئی تو انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! آج آپ اس مقررہ وقت پر تشریف نہیں لائے جس وقت مقررہ پر آپ تشریف لایا کرتے تھے۔ آج آپ کو آنے میں تاخیر ہوئی۔

جہاں تک نبی اکرم ﷺ کے باقاعدہ اور منصوبہ بند پروگراموں، مصروفیات اور سرگرمیوں کا تعلق

ہے تو منصوبہ بند سرگرمیوں میں دو طرح کے پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔

۱۔ایک وہ کہ جن سرگرمیوں کا نظام الاوقات ہر روز پر مشتمل تھا۔

۲۔دوسرے وہ کہ جن کے باقاعدہ وقت کی حد مقرر ہوتی تھی۔

باقاعدہ اور وقت مقررہ پر کام میں بہت سے روزمرہ کے امور شامل ہیں، جیسا کہ پنج گانہ نماز کی ادائیگی اپنے مقررہ وقت پر۔جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (۱۲)

بے شک نماز مؤمنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی برحق جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کو جبرئیل امین کے ذریعے نماز کے جو اوقات کار بتائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف ان پر عمل کیا بلکہ اپنی نگرانی میں صحابہ کرام سے بھی عمل کروایا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک صحابی نے پوچھا کہ اللہ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصلوۃ لاول وقتھا (۱۳)

اپنے وقت پر نماز پڑھنا

ہر نماز کے لئے اول الوقت ترجیحاً زیادہ اولیٰ ہے۔البتہ اس وقت مقررہ کے اندر اندر کسی بھی وقت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔اب اگر وہ وقت نکل گیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت مقررہ پر نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہ ہوسکا، وجہ کچھ بھی ہو۔اب اس کی قضا کرنا پڑے گی۔ یہ صرف نماز کا ذکر نہیں ہے، تمام عبادات میں اوقات کی پابندی لازم ہے، جس کے بغیر درست طور پر ان کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کیا جاسکتا۔

نمازوں کے ضمن میں سیرت مطہرہ کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حیات طیبہ میں نمازوں کی بروقت ادائیگی کا اہتمام بہت زیادہ تھا۔اور آپ نے صحابہ کے شعور اور احساس کی تربیت بھی اسی منہج پر کی تھی۔

اس بات سے اس گم راہ کن نظریئے کی بھی تردید ہوجانی چاہئے کہ وقت کی باضابطگی اور پابندی آج کل کی جدید روایات کا حصہ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی روزمرہ کی زندگی کی تفصیلات سے اس بات کا بہ خوبی علم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے روزانہ کے نظام الاوقات کی کس باریک بینی سے نگہداشت کرتے تھے۔ اور اس بات کا اس شدت

سے خیال رکھا جاتا تھا کہ اگر کبھی صحابہ آپ کے نظام الاوقات میں اچانک کوئی تبدیلی دیکھتے تو پریشان ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ ایک صحابی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے وقت میں گھر سے باہر دیکھا کہ اس وقت کسی نے آپ کو گھر سے باہر نہیں دیکھا تھا۔ دوسرے صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت منبر پر جلوہ افروز ہوئے کہ ہم نے آپ ﷺ کو اس وقت کبھی منبر پر نہیں دیکھا تھا سوائے جمعہ کے۔

رات کے اعمال

مختلف اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ شب کے اوقات کو عام طور پر تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ رات کا ایک حصہ عبادات کے لئے وقف تھا، دوسرا حصہ اپنے اہل خانہ کے لئے اور رات کا تیسرا حصہ اپنے بعض ذاتی امور اور کاموں کے لئے مختص تھا۔ اور عموماً یہ دیکھا گیا کہ رات کا وہ حصہ جو آپ کے اپنے لئے وقف تھا وہ لوگوں کے مسائل کو دیکھنے اور معاملات کو سلجھانے میں صرف ہوتا تھا۔ اور یہ رات کا پہلا پہر ہوتا تھا۔

نبی کریم ﷺ غروب آفتاب پر عموماً اپنی دن کی مصروفیات کو روک دیتے تھے۔ اب یہاں سے رات کی مصروفیات شروع ہوتی تھی۔ عموماً آپ ﷺ بعض اہم ملاقاتیں شام میں یا مغرب وعشاء کی نماز کے بعد فرماتے۔ آپ ﷺ کو عشاء سے پہلے سونا یا عشاء کے بعد بہت دیر تک جاگنا قطعاً پسند نہیں تھا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے پہلے پہر میں آرام فرماتے، سو جاتے اور دوسرے پہر میں عبادات کے لئے اٹھ جاتے تھے۔ سوائے استثنائی حالت میں آپ رات کے پہلے حصے میں جاگتے۔ جب مسلمانوں کے بعض معاملات کو حل کرنے میں رات کا کافی حصہ بھی بیت جاتا تھا۔ راتوں کو قیام اللیل کرنا، عبادات واذکار، استغفار، تسبیح وتہلیل اور کائنات میں غور وفکر یہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کا باقاعدہ معمول تھا۔

تمام رات عبادات میں صرف کرنے کے علاوہ چار سے پانچ گھنٹے یا چار سے سات گھنٹے ہر رات عبادات میں صرف کرنا آپ کا معمول تھا۔ دورانیہ موسم کے اعتبار سے تبدیل ہوتا رہتا تھا۔ آپ صحابہ کو بھی اس کی تلقین فرماتے اور یہ ارشاد فرماتے:

> ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ الی السمآء الدنیاحتیٰ یبقیٰ ثلث اللیل، فیقول من الا عبد من عبادی یدعونی فاستجیب له، الا ظالم لنفسه یدعونی فاغفر له......(۱۴)

ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ ہے کوئی اپنی جان پر خود ظلم کرنے والا؟ جو مجھ سے دعا کرے اور میں اسے بخش دوں......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رات کی عبادت کو حضرت داؤد علیہ السلام کی راتوں کی عبادات کے انداز سے بھی مماثلت تھی جو رات کے پہلے پہر میں سو جاتے تھے اور پھر اٹھ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے اور پھر صبح فجر سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے تھے اور پھر اٹھ جاتے تھے۔

دن کے اوقات کی مصروفیات

نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو فجر کے بعد سونے کی ممانعت فرماتے تھے۔ آپ طلوع آفتاب تک صحابہ کرام کے ساتھ مسجد میں رہتے۔ اس اوقات تعلیم وتربیت کے سیشن کے علاوہ اجتماعی گفت گو کا سلسلہ جاری رہتا، اس وقت میں گفت گو دینی اور دنیاوی دونوں امور پر ہوتی تھی اور دن کا نظام الاوقات مرتب ہوتا تھا۔ اس وقت میں کبھی اشعار بھی سنا دیئے جاتے اور بعض اوقات صحابہ کرام رات کو پیش آنے والے خواب بھی تعبیر کے لئے حضور ﷺ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اس وقت میں صحابہ اپنے بعض معاملات اور مسائل بھی حضور ﷺ کے سامنے پیش کرتے تھے۔

بعض احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ فجر کے بعد ہر صحابی سے فرداً فرداً اس کے اہل خانہ کی طبیعت وصحت اور خیریت کے بارے میں دریافت فرماتے، اور اگر کوئی سفر پر گیا ہے تو اس کی خیریت کی اگر اطلاع آتی ہے تو دریافت فرماتے، گھر میں اگر کوئی بیمار تھا تو اس کی صحت دریافت فرماتے۔ غروب سورج سے کچھ پہلے کا وقت بھی نبی کریم ﷺ اسی انداز سے گزارتے، اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارتے۔ اگر روزے سے نہ ہوتے تو اسی دوران آپ ناشتہ فرماتے۔

دن میں صرف دو مرتبہ کھانا آپ کے معمول کا حصہ تھا، دیر سے ناشتہ کرنا اور رات کا کھانا کھانا، سہ پہر آپ معمولی قیلولہ فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے، یہ ہلکا سا قیلولہ آپ کو قیام اللیل میں بڑی مدد کرتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد کا وقت اہل خانہ کے ساتھ گزارنا بھی آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے مکے میں اپنی زندگی کے پچیس سال ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

ساتھ گزارے تھے۔ اس عرصے میں آپ کی صرف یہی زوجہ محترمہ تھیں۔ آپ کی دیگر شادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بعد ہوئیں جب کہ آپ کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

ان شادیوں کی وجہ اور حکمت بیان کرنا ایک نئے مضمون کا متقاضی ہے، البتہ اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ ان وجوہات کو مختصراً تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ بیواؤں سے شادی، تا کہ شہید کی بیوہ کا خیال رکھا جائے اور اس حیثیت سے اس کے خاندان کا عزواحترام۔

۲۔ دوسرے قبائل یا رشتہ داروں میں شادی، تا کہ خاندانی بندھن میں مزید مضبوط ہو، نیز دوسرے قبائل کے ساتھ جنگی تصادم سے باز رہا جائے۔

۳۔ خاص حیثیت کی حامل خاتون سے شادی، تا کہ وہ استاد ومربی کا کام سرانجام دے سکے، اور مسلم معاشرے کی خواتین کے لئے ایک عملی مثال بن سکے۔

یہ تیسرا پہلو خصوصیت سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا، تا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج رسول کی تعلیم وتربیت اور تجربے سے درجۂ کمال حاصل کر کے مسلم امہ کی تعلیم کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج کے ہاں جاتے تو بالعموم تمام کے ہاں برابر برابر وقت کی تقسیم کا خیال رکھتے۔ (۱۵) اس خیال میں نہیں رہنا چاہئے کہ امت کے بڑے لوگ صرف نماز اور روزے اور اذکار ہی میں مصروف رہتے تھے، ایسا ہرگز نہیں ہے وہ تمام میدانوں کے شہ سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو یہ نصیحت کرتے تھے کہ جب تم کوئی کام کرو تو تیقن اور پختگی کے ساتھ کیا کرو، ان کے تمام کام قربت اور ثواب کا ذریعہ تھے۔ اور ہر قربت عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سیادت وقیادت کی، ملکوں کو آباد کیا، عمارتیں تعمیر کیں اور خراج تحسین حاصل کیا۔ نبی پاک ﷺ کی سیرت مطہرہ کا بہ غور مطالعہ کرنے والے ہر شخص کو آپ کی پاکیزہ زندگی میں نظام الاوقات کی پابندی اور زندگی کے ہر ہر مرحلے میں واضح طور پر منصوبہ بندی نظر آئے گی۔

نبی پاک ﷺ اللہ کی طرف بلاتے ہیں تو اس میں ہم کو دو دَور نظر آتے ہیں۔

ایک مکی دَور، دوسرا مدنی دَور، مکی دَور میں دعوتِ دین کا خفیہ مرحلہ پھر دعوت کو علی الاعلان پیش کرنے کا مرحلہ اور آخر میں مکے سے باہر دعوت وتبلیغ کا مرحلہ نظر آتا ہے۔

افراد کو دعوتِ دین دینے میں بعض منصوبہ بندی کا اہم عمل نظر آتا ہے۔ ابتداءً آپ ﷺ نے ہر اس شخص کے سامنے دین کو پیش کیا جن میں بھلائی اور خیر کے پہلو کو محسوس کیا اور جو آپ کو جانتے تھے، اور آپ

ان کو جانتے تھے، یہی سابقون الاولون ہیں جو بعد میں خلفا اور راہ نمابنے اس کے بعد پھر اپنے قریبی رشتے داروں کو دعوت دی۔ حبشہ ہجرت کرنے میں بھی نظم اوقات اور منصوبہ بندی کا پہلو نظر آتا ہے۔(۱۶)

معلوم یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی مکمل طور پر ایک نظام الاوقات سے مربوط تھی۔ جس میں سستی، ناکامی کے خوف، ٹال مٹول کی قطعاً کوئی جگہ نہ تھی اور ہو بھی کیسے سکتی تھی کہ جس نبی ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دی:

اللّٰهم انّی اعوذبك من الهم والحزن العجز والكسل والبخل وضلع الدين و قهر الرجال (۱۷)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے، غم سے، عاجزی سے، سستی اور کاہلی سے، بخل سے، اور قرض کی مصیبت اور لوگوں کے غلبے سے۔

یہی احساس ذمے داری، نظام الاوقات کی پابندی، متوازن اور کامل شخصیت کا ابھار، تقویٰ، یہی وہ صفات عالیہ تھیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام میں پیدا کیا اور امت مسلمہ کے افرد میں بھی یہی صفات پیدا کرنے اور ابھارنے کی تلقین کی۔ نشاط، توانائی اور سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کی تلقین کی۔

جیسا کہ پچھلے صفحات میں بتایا گیا ہے اسلام زندگی اور انسان کو کام پر آمادہ کرنے ولا مذہب ہے سستی کوتاہی، آج کا کام کل پر ٹالنے کی عادت کی سخت حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (۱۸)

پھر جب نماز پوری کر چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کی روزی تلاش کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک پودا ہو اور اگر اس کے بس میں ہو کہ کھڑے ہونے سے پہلے وہ پودا لگا دے تو وہ ایسا ضرور کرے۔ (۱۷)

مصطفیٰ محمد طحان نے بالکل درست لکھا ہے:

نظام الاوقات کی پابندی، اور زمانے کی قیمت کا اندازہ کرنا قوموں کی ترقی یا پستی کا اہم میزان ہے۔ جب تم کسی ایسی قوم کو دیکھو گے، جس کے نوجوان اور بوڑھے راستوں پر یا چائے خانوں میں بے مقصد گھوم پھر رہے ہیں۔ وہ جانتے نہیں ہیں کہ وہ کیوں پیدا کیے گئے ہیں، وہ کیا کر رہے ہیں، جب ان کو بھوک ستاتی ہے، تو جہاں کھانا ملتا ہے چلے جاتے ہیں۔ ان کے دن رات اور صبح و شام میں کوئی فرق نہیں، وہ اپنا مقصد نہیں جانتے وہ زمانے میں دربہ

در بھٹکتے رہتے ہیں ۔ ایسے لوگ تم سے نہیں کہہ سکتے کہ ہم یہاں کیوں ہیں اور وہاں کیوں؟
تمہاری نظر جب ایسی قوم پر پڑے تو سمجھ لو کہ یہ مردار قوم ہے اس میں کوئی زندگی نہیں ۔
آج مسلم امہ کے نوجوانوں کی عمر کا تناسب سولہ سال کی عمر سے لے کر تیس سال تک پچھتر فی صد ہے، مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کوئی میر کارواں نہیں جوان کی زندگیوں کا دھارا موڑ دے ۔

حوالہ جات

1.Abdel Haleem, The Quran: A new Translation, Oxford University Press, 2004
2.M.Hamidullah.Introduction to Islam,Kitab Bhavan,New Delhi,1992
3.Chafetz,Michael D.Smart For Life, Penguin Books N.Y.1992
۴۔سورۃ العصر
۵۔مولانا محمد نعیم ۔تفسیر انوار القرآن ۔دیو بند، مکتبہ انوار القرآن
۶۔حاکم ۔المستدرک ۔بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۰ء: ج ۴، ص ۳۴۱، رقم ۷۸۴۵
۷۔حاکم ۔المستدرک: ج ۴، ص ۳۴۱، رقم ۷۸۴۶
8.Cleary, T. The wisdom of The Prophet: the Saying of the Muhammad, Shambala Publications, Boston, M.A.2001
۹۔الکہف: ۶
10.F.Gulen, Prophet Muhammad: Aspects of His Life. Fountain Publication, VA:2000
۱۱۔بخاری: کتاب العلم
۱۲۔القرآن: النساء: ۱۰۳
۱۳۔ترمذی ۔الجامع السنن ۔بیروت، دار الفکر ۱۹۹۴ء: ج ۱، ص ۲۱۶، رقم ۱۷۰
۱۴۔ہیثمی ۔مجمع الزوائد ۔بیروت، دار الفکر ۱۹۹۴ء: ج ۱۰، ص ۲۳۷، رقم ۱۷۲۵۰
15.The prophet of Mercy Muhammad, Osaman Nuri Topbas, Ekram Publications, Istanbul,2005
۱۶۔عبد الفتاح ابوغدہ ۔قیمۃ الزمان عند العلماء
۱۷۔ترمذی: ج ۵، ص ۲۹۴، رقم ۳۴۹۵
۱۸۔الجمعہ: ۱۰
۱۹۔مسند احمد ج ۳، ص ۱۸۳، ۱۸۴